# خراج اور اموال کے موضوع پر تصانیف کا ایک تحقیقی اور تقابلی جائزہ

منور حسین چیمہ*

اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں متعدد علماء نے خراج اور اموال کے موضوع پر کتب تحریر کی ہیں۔ دور حاضر میں ان علماء کی کاوشوں کا تحقیقی و تقابلی جائزہ پیش کرنے سے نہ صرف ان کے کام کی قدر و قیمت کا تعین ہو سکے گا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی ٹیکسوں کے اہم خدوخال کے بارے میں بھی آگاہی حاصل ہوگی۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کتب کے تقابلی مطالعہ سے قبل خراج اور اموال کے معنی و مفہوم کو بیان کیاجائے۔

## خراج کا مفہوم

کلام عرب میں خراج کے معنی کرایہ' محصول اور اجرت و معاوضہ کے ہیں جیساکہ قرآن حکیم میں ہے:

ام تسئلهم خرجا فخراج ربک خیر[۱]

کیا آپ ان سے (تبلیغ کے صلے میں) کچھ مال مانگتے ہیں تو آپ کے پروردگار کا مال بہت اچھا ہے۔

اس آیت میں خراج کا اطلاق اجرت کے معنی میں ہے۔ حسین بن مسعود الفراء (م ۵۱۰ھ / ۱۱۱۷ء) نے آیت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"ام تسئلهم اجرا"[۲]

---

* اسسٹنٹ پروفیسر' گورنمنٹ انٹر کالج' پیپلز کالونی گوجرانوالہ

خراج اصطلاحاً" اس اسلامی ٹیکس کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت ان اراضی سے وصول کرتی ہے جن کو بزور شمشیر (By force) فتح کیا ہو یا مالکان نے اس کے دینے پر صلح کرلی ہو۔[۳]

ما تاخذه الدولة من الضرائب على الارض المفتوحة عنوة او الارض التی صالح اهلها عليها"[۴]

فقہائے اسلام نے اس لفظ کو اجرت و معاوضہ کے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ ابو محمد عبداللہ بن احمد' ابن قدامہ (م ۶۲۰ھ / ۱۲۲۳ء) ان زمینوں کے بارے میں جو مسلمانوں نے بزور قوت فتح کی ہوں' لکھتے ہیں:

و اما الثانی و هو ما فتح عنوة فهی ما اجلی عنها بالسیف و لم تقسم بین الغانمین فهذه تصیر و قفا للمسلمین یضرب عليها خراج معلوم یوخذ منها فی کل عام یکون اجرة لها و تقرفی ایدی اربابها ما داموا یودون خراجها[۵]

"اور (زمینوں کی) دوسری (قسم) وہ ہے جو بذریعہ تلوار قوت سے فتح کی گئی ہوں اور غنیمت حاصل کرنے والوں کے درمیان تقسیم نہ کی گئی ہوں تو وہ (زمینیں) مسلمانوں کے لیے وقف کی ہوں گی۔ ان پر مقررہ خراج لگایا جائے گا جو ان کی اجرت کے طور پر ہر سال لیا جائے گا اور جب تک وہ ان زمینوں کا خراج ادا کرتے رہیں گے' یہ زمینیں ان کے مالکوں کے پاس رہیں گی۔"

خراجی زمینوں کی قانونی (Legal) نوعیت یہ ہے کہ ان کی اصل مالک اسلامی ریاست ہے۔ لیکن انہیں بدستور ان کے سابق مالکوں کے پاس رہنے دیا جائے گا۔ ان کی حیثیت موروثی کاشتکاروں (Herediatary Cultivators) کی ہوگی' جنہیں بے دخل نہیں کیا جاسکتا۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں خراج (Land Tax) کے موضوع پر جو کتب تحریر کی گئی ہیں ان کی روشنی میں یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ لفظ خراج کے ایک عام معنی ہیں اور دوسرے خاص۔

## خراج کا عمومی معنی

خراج عمومی معنی کے اعتبار سے ان اموال کو کہتے ہیں جن کے جمع و صرف (Collect & Consume) کی ذمہ داری حکومت کی ہو۔ اس معنی کے اعتبار سے خراج کا اطلاق ان تمام صدقات واجبہ و نافلہ پر ہوگا جن کی وصولیابی اور ان کے مصارف

(Expenditures) پر صرف کرنے کا حق حکومت کو ہو۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم (م ۱۸۲ھ /۷۹۸ء) اور یحییٰ بن آدم القرشی (م ۲۰۳ھ / ۸۱۸ء) نے اپنی کتب میں ان موضوعات کا احاطہ کیا ہے۔(۴)

## خراج کا خصوصی معنی

خراج اپنے خاص معنی کے اعتبار سے اس ٹیکس کو کہتے ہیں جس کو امام وقت کسی قابل کاشت خراجی زمین (The Land of Khiraj) پر مقرر کرتا ہے۔

للخراج فی اصطلاح الفقهاء معنیان عام و خاص فالخراج بالمعنی العام هو الاموال التی تتولی الدولة امر جبایتها و صرفها فی مصارفها ' و اما الخراج' بالمعنی الخاص' فهو الوظیفة او الضریبة التی یفرضها الامام علی الارض الخراجیة النامیة(۷)

خراج کے موضوع پر مختلف کتب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مصنفین نے لفظ خراج کے عام اور خاص دونوں معنی مراد لیے ہیں۔ جہاں تک ان کتب کے عنوانات کا تعلق ہے تو اس سے عام معنی مراد ہیں کیونکہ ان کتب میں بہت سے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ مثلاً فئے' خراج' جزیہ' عشور' زکوٰۃ' عشر وغیرہ۔

ان مصنفین نے لفظ خراج کے خاص معنی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ مثلاً امام ابو یوسف مفتوحہ اراضی (Conquered Lands) کی تقسیم کے بارے میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کے موقف کے بارے میں لکھتے ہیں:

فقال لهم : فما یکون لمن جاء من المسلمین؟ فترک الارض و اهلها و ضرب علیهم الجزیة' و اخذ الخراج من الارض(۸)

پس آپ نے ان (زمین کی مجاہدین میں تقسیم کے حامی صحابہؓ) سے یہ فرمایا کہ پھر آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لیے کیا بچے گا؟ پس آپ نے زمین اور اس کے باشندوں کو چھوڑ دیا اور ان باشندوں پر جزیہ عائد کردیا اور زمین سے خراج لیا۔

## اموال کا مفہوم

خراج کے عمومی معنی اور لفظ اموال کے مفہوم میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ یہ اس لیے کہ مختلف فقہائے اسلام نے "الاموال" کے نام سے جو کتب تحریر کی ہیں ان میں مختلف صدقات اور

غیر مسلموں سے وصول کیے جانے والے مختلف ٹیکسوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

## خراج کی اقسام

زمانہ قبل از اسلام سے خراج کی دو مشہور اقسام رائج رہی ہیں۔
(الف) خراج وظیفہ یا مساحہ : (A Fixed Land Tax)
(ب) خراج مقاسمہ (Khiraj Muqasama)

(الف) خراج وظیفہ یا مساحہ : یہ رقبہ کے ایک یونٹ (Per Unit) پر ٹیکس لگانے کا طریقہ تھا۔ زمین کا محصول رقبہ کے حساب سے ایک متعین شرح (Fixed Rate) کے مطابق وصول کیا جاتا تھا۔ مثلاً اتنے درہم فی جریب (A Patch of arable land) اور اتنا غلہ فی جریب' خراج کی مقدار کا انحصار زمین کی نوعیت' آب پاشی کا طریقہ' پیداوار کی نوعیت اور بندرگاہوں و مارکیٹس کی نزدیکی پر ہوتا تھا۔

(ب) خراج مقاسمہ : یہ ٹیکس زمین کے رقبہ کے مطابق ادا نہیں کیا جاتا تھا بلکہ پیداوار کے مطابق بطور فصل کے ایک متعین حصہ (Fixed Share) طے کر لیا جاتا تھا۔ مثلاً ۱/۳ یا ۱/۴ وغیرہ۔

## خراج کی مختصر تاریخ

بادشاہوں اور مزارعین (Tenants) کے درمیان نظام التقاسمہ کا طریقہ عہد قدیم سے فارس کی حکومت میں چلا آرہا تھا۔ قباذ بن فیروز' شاہ ایران نے اپنے دور حکومت مین اس نظام کو بدل کرمساحہ کا طریقہ رائج کیا۔ اس کے بیٹے کسریٰ نوشیرواں (۵۳۱ء - ۵۷۸ء) نے اپنے دور حکومت میں اس تبدیلی کو برقرار رکھا۔(۹) یعنی اس کے دور میں زمین کا محصول رقبہ کے اعتبار سے ایک متعین شرح کے مطابق وصول کیا جاتا تھا۔ مثلاً اتنے درہم فی جریب یا اتنا غلہ فی جریب۔

اسلام میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے اپنے دور حکومت میں عراق و شام کی مفتوحہ زمینوں پر خراج عائد کیا۔(۱۰) حضرت عمرؓ سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وہ ان علاقوں کو مسلمانوں کی فاتح فوج میں مال غنیمت کی طرح تقسیم کردیں لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر میں ان زمینوں کو اس وقت تقسیم کردوں تو اس سے مسلمانوں کو آئندہ آنے والی نسلوں کی حق تلفی ہوگی۔ اور تم لوگ فارغ البال ہوجانے کی وجہ سے جہاد میں حصہ نہ لوگے۔ لیکن اگر میں یہ علاقہ ان ہی لوگوں کے ہاتھ میں چھوڑ دوں تو ہماری سرحد دشمنوں کے حملہ سے محفوظ رہے گی اور

ہمیں سامان حرب اور رسد برابر وصول ہوتے رہیں گے۔ اسی بناء پر انہوں نے تمام زمین کو اس کے پرانے مالکوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور خراج کا انتظام کیا۔[۱۱]

حضرت عمرؓ نے علاقہ سواد کی پیمائش کے لیے حضرت عثمانؓ بن حنیف (م بعد ۴۱ھ / بعد ۶۶۱ء) کو مقرر کیا۔ کیونکہ وہ زمینوں کی پیمائش کے ضمن میں کافی تجربہ اور فہم و بصیرت رکھتے تھے۔[۱۲] اور ان کے ساتھ حضرت حذیفہ بن الیمان (م ۳۶ھ / ۶۵۶ء) کو معاون کے طور پر بھیجا۔[۱۳]

اس کا طول حلث سے عبادان تک ایک سو پچیس (۱۲۵) فرسنگ اور عرض حلوان سے عذیب تک اسی (۸۰) فرسنگ تھا۔ اس طرح اس علاقے کا کل رقبہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ (۳۶۰۰۰۰۰۰) جریب تھا۔

حضرت عثمان بن حنیف نے زمینوں کی پیمائش کر کے حسب ذیل شرحوں (Rates) کے مطابق خراج عائد کیا۔

| | | |
|---|---|---|
| انگور کے باغ پر فی جریب | = | دس (۱۰) درہم |
| کھجور فی جریب | = | آٹھ (۸) درہم |
| بانس اور نرکل پر فی جریب | = | چھ (۶) درہم |
| گندم کے کھیت پر فی جریب | = | چار (۴) درہم |
| جو کے کھیت پر فی جریب | = | دو (۲) درہم[۱۴] |

یعنی حضرت عمرؓ کے دور میں (۱۳ھ تا ۲۴ھ) عراق کی مالگزاری کا بندوبست اس طرح تھا کہ وہاں کی تمام اراضی کی پیمائش کرلی گئی تھی اور ہر جریب زمین پر چاہے وہ مزروعہ ہو یا غیر مزروعہ' خواہ اس میں عملاً کاشت ہوتی ہو یا نہ ہو' خواہ اس کو کنویں سے سینچا جاتا ہو یا نہر سے' ایک مقرر لگان وصول کیا جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں ان زمینوں پر خراج وظیفہ یا مساحہ عائد کیا گیا تھا اور اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی تھی۔[۱۵]

بعدازاں حضرت عثمانؓ (۲۴-۳۵ھ / ۶۴۵-۶۵۵ء) اور حضرت علی بن ابی طالب (۳۵-۴۰ھ)/(۶۵۶-۶۶۱ء) کے ادوار میں بھی یہ نظام اسی طرح چلتا رہا۔ بنو امیہ کے دور میں بھی خراج وظیفہ کے طریقہ میں تبدیلی نہ ہوئی۔ البتہ عبدالملک بن مروان (۶۵-۸۶ھ / ۶۸۵-۷۰۵ء) نے اپنے دور میں یہ تبدیلی کی کہ تحصیل خراج کا حساب کتاب رکھنے کے لیے دفتری معاملات میں یہ ضروری قرار دیا کہ ان علاقوں کی قدیم زبانوں کی بجائے عربی زبان کو استعمال کیا جائے۔[۱۶] دوسری تبدیلی عمر بن عبدالعزیز (۹۹-۱۰۱ھ/۷۱۷-۷۱۹ء) کے عہد میں رونما ہوئی۔ آپ نے عبدالحمید بن عبدالرحمان کو ایک تحریر بھیجی جس میں لکھا کہ غیرمزروعہ زمین پر اتنا خراج نہ لگانا جو

آباد زمین پر لگایا جاتا ہے۔ اور نہ آباد زمین کی تشخیص خراج' غیرمزروعہ زمین کے خراج کی شرح سے کرنا۔ جو غیرمزروعہ زمین ہو اسے دیکھ کر اس کی حیثیت کے مطابق خراج عائد کرنا اور جو شخص مسلمان ہوجائے اس سے خراج نہ لیا جائے۔[۱۷]

بنوامیہ کے بعد جب عباسی خلافت قائم ہوئی تو ابوالعباس عبداللہ بن محمد المعروف بہ سفاح (۱۳۲-۱۳۶ھ/۷۴۹-۷۵۳ء) اور ابو جعفر منصور (۱۳۶-۱۵۸ھ)/۷۵۴-۷۷۵ء) کے ادوار میں خراج وظیفہ پر عمل ہوتا رہا۔ ابو جعفر منصور نے خراج کے ضمن میں خصوصی دلچسپی لی اور اس نظام میں جو خرابیاں پیدا ہوچکی تھیں انہیں دور کرنے کی کوشش کی۔ ابو عبداللہ محمد بن عبدوس الجشیاری (م۳۳۱ھ/۹۴۲ء) کے بیان کے مطابق ابو جعفر منصور نے حماد الترکی کو علاقہ سواد کے محاصل (Taxes) پر نظرثانی کے لیے بھیجا[۱۸]۔ اس کے دور میں مشہور ادیب عبداللہ بن المقفع (م ۱۴۲ھ/۷۵۹ء) نے ایک یادداشت "رسالہ فی الصحابہ" کی صورت میں خلیفہ کو ارسال کی تھی۔ اس میں دیگر انتظامی معاملات کے علاوہ خراج اور امور خراج کی تنظیم کے بارے میں بھی راہنمائی کی گئی تھی۔[۱۹]

## خراج کے موضوع پر تصانیف

مہدی (۱۵۸-۱۶۹ھ/۷۸۵-۷۷۵ء) ہارون الرشید (۱۹۳-۱۷۰ھ / ۸۰۹-۷۸٦ء) اور دیگر عباسی خلفاء کے ادوار میں مختلف علماء نے خراج کے موضوع پر کتب تحریر کیں۔ حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ (م ۱۰٦۷ھ/۱٦۵۷ء) نے اپنی کتاب "کشف الظنون" میں خراج کے موضوع پر پانچ کتب کے نام تحریر کیے ہیں۔[۲۰] اور محمد بن اسحاق الندیم (م ۴۳۸ھ/۱۰۴۷ء) نے "الفہرست" میں ایسی پندرہ کتب کے نام گنوائے ہیں۔[۲۱] ذیل میں ان کتب اور مولفین کے نام نقل کرتے ہیں۔

۱۔ ابو عبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ (م ۱۷۰ھ/۷۸٦) ... کتاب الخراج[۲۲]
۲۔ ابو یوسف' یعقوب بن ابراہیم (م۱۸۲ھ/۷۹۸ء) ... کتاب الخراج[۲۳]
۳۔ ابو علی الحسن بن زیادہ الولوی (م ۲۰۴ھ/۸۱۹) ... کتاب الخراج[۲۴]
۴۔ ابو زکریا یحییٰ بن آدم القرشی (م ۲۰۳ھ/۸۱۸ء) ... کتاب الخراج[۲۵]
۵۔ ابو عبدالرحمٰن الہیسم بن عدی الثعلی (م ۲۰۷ھ/۸۲۲ء) ... کتاب الخراج[۲٦]
٦۔ احمد بن محمد بن عبدالکریم بن ابی سہل الاحول (م ۲۰۷ھ/۸۲۲ء) ... کتاب الخراج[۲۷]
۷۔ عبدالملک بن قریب الاصمعی (م ۲۱۳ھ/۸۲۸ء) ... کتاب الخراج[۲۸]

۸۔ ابو محمد جعفر بن مبشر الثقفی (م ۲۳۴ھ/۸۴۸ء) ... کتاب الخراج[۲۹]

۹۔ ابو عثمان عمرو بن بحرالجاحظ (م ۲۵۵ھ/۸۶۹ء) ... رسالہ ابی النجم بالخراج[۳۰]

۱۰۔ احمد بن عمر بن مہیر الشیبانی الخصاف (م ۲۶۱ھ/۸۷۵ء) ... کتاب الخراج[۳۱]

۱۱۔ ابو سلیمان داؤد بن علی ظاہری (م ۲۷۰ھ/۸۸۴ء) ... کتاب الخراج[۳۲]

۱۲۔ احمد بن محمد بن سلیمان بن بشار الکاتب (م ۲۷۰/۸۸۴ء) ... کتاب الخراج الکبیر[۳۳]

۱۳۔ ابوالقاسم عبید اللہ بن احمد بن محمد الکلوازانی (کان حیا ۳۳۶ھ/۹۴۷ء) ... کتاب الخراج[۳۴]

۱۴۔ قدامہ بن جعفر بن قدامہ (م ۳۳۷ھ/۹۴۸ء) ... کتاب الخراج و صنعۃ الکتابۃ[۳۵]

۱۵۔ ابوالحسن علی بن الحسن، الملقب بابن الماشد ... کتاب الخراج[۳۶]

۱۶۔ اسحاق بن شریح الکاتب النصرانی ... کتاب الخراج[۳۷]

۱۷۔ عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بن داؤد الجراح ... کتاب الکبیر فی الخراج[۳۸]

۱۸۔ ابوالحسن علی بن وصیف ... کتاب الایضاح و التشقیف فی آئین الخراج و رسومہ[۳۹]

۱۹۔ اسحاق بن یحییٰ بن سریح ... کتاب الخراج الکبیر اور کتاب صناعۃ الخراج الصغیر[۴۰]

۲۰۔ ابو نصر محمد بن مسعود العیاشی ... کتاب الجزیہ و الخراج[۴۱]

۲۱۔ علی بن احمد بن بسطام ... کتاب الخراج[۴۲]

۲۲۔ محمد بن احمد بن علی بن خیار الکاتب ... کتاب الخراج[۴۳]

۲۳۔ نصر بن موسیٰ الرازی ... کتاب الخراج[۴۴]

۲۴۔ زین الدین عبدالرحمن بن احمد بن رجب الحنبلی (م ۷۹۵ھ/۱۳۹۳ء) ...
الاستخراج احکام الخراج[۴۵]

۲۵۔ ابوالقاسم عبداللہ، ابن العرمرم ... کتاب الخراج[۴۶]

شیخ محمد محسن، بزرگ الطہرانی (م۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) نے اپنی تصنیف الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ میں خراج کے موضوع پر درج ذیل کتب کا ذکر کیا ہے۔

(الف) کتاب الخراج و المقاسمہ

(ب) السراج الوہاج فی حرمت الخراج

(ج) حل الخراج[۴۷]

عبدالجبار الرفائی نے فہرست "الاقتصاد الاسلامی باللغۃ العربیہ" میں احمد الاردبیلی کی کتاب "الرسالہ الخراجیہ" اور عبداللہ افندی کی کتاب "الخراجیہ" کا ذکر کیا ہے۔ الاردبیلی اور افندی کی ان دونوں کتب کے مخطوطے قم (ایران) کے مکتبہ آیۃ اللہ السید المرعشی میں موجود

ہیں۔(۴۸)

علماء کی ایک جماعت نے اس موضوع پر "الاموال" کے نام سے کتب تحریر کی ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱۔ ابو عبیدالقاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ/۸۳۸ء)... کتاب الاموال۔(۴۹)

۲۔ حمید بن مخلد، ابن زنجویہ (م ۲۵۱ھ/۸۶۵ء)... کتاب الاموال(۵۰)

۳۔ قاضی اسماعیل بن اسحاق (م ۲۸۲ھ/۸۹۵ء)... الاموال والمغازی(۵۱)

۴۔ ابو جعفر احمد بن نصر الداؤدی المالکی (م ۴۰۲ھ/۱۰۱۹ء)... کتاب الاموال(۵۲)

۵۔ ابوالحسن علی بن محمد المدائنی... کتاب اموال النبیؐ(۵۳)

۶۔ عبداللہ بن محمد الاصفہانی (م ۳۶۹ھ/۹۷۹ء)... کتاب الاموال(۵۴)

خراج اور اموال کے موضوع پر جن کتب کی فہرست پیش کی گئی ہے اس میں شامل بعض کتب اب نایاب ہیں۔ کچھ کتابیں دنیا کے مختلف کتب خانوں میں مخطوطات کی شکل میں محفوظ ہیں اور ابھی تک شائع نہیں ہوسکیں۔ ان میں سے درج ذیل کتب زیور طبع سے آراستہ ہوچکی ہیں۔

(الف) کتاب الخراج ..... (ابو یوسف) یہ کتاب بولاق سے شائع ہو چکی ہے۔

(ب) کتاب الخراج ..... (یحیٰی بن آدم القرشی) یہ کتاب لاہور سے مکتبہ العلمیہ نے شائع کی ہے۔

(ج) کتاب الاموال ..... (ابو عبید القاسم بن سلام) سانگلہ ہل سے مکتبہ الاثریہ نے شائع کی ہے۔

(د) کتاب الخراج و صنعۃ الکتابۃ ..... (قدامہ بن جعفر بن قدامہ) لیدن، مطبع بریل سے ۱۳۰۶ھ میں شائع ہوئی۔

(ھ) کتاب الاموال ..... (ابو جعفر احمد بن نصر الداؤدی المالکی) قاہرہ سے مکتبہ النھضۃ المصریہ نے شائع کی ہے۔

(ز) الاستخراج لاحکام الخراج ..... (زین الدین عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب) بیروت سے دارالکتب العلمیہ نے شائع کی ہے۔

## کتاب الخراج (امام ابو یوسف)

کتاب الخراج کا موضوع وہ معاملات ہیں جو حکومت اور رعایا کے مابین رونما ہوتے ہیں اور جن کا تعلق اس بات سے ہے کہ مملکت کا نظام چلاتے وقت حکومت کی پالیسی کس طرح کی ہونی

چاہئے، مثلاً بندوبست اراضی، نظام آبپاشی، نظام محصولات وغیرہ۔
کتاب الخراج کی ابتداء ایک طویل مقدمہ سے ہوئی ہے جس میں مصنف نے نہایت مخلصانہ اور اثر انگیز انداز میں خلیفہ کو رعیت پروری کی ہدایت کی ہے۔
یہ کتاب متوسط تقطیع کے ۲۳۵ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ۱۵۸ ارشادات اور صحابہؓ و تابعینؒ کے ۳۳۶ اقوال بیان ہوئے ہیں۔ ان روایات میں اکثر تو مختصر ہیں لیکن ایک خاصی تعداد ایسی روایتوں کی بھی ہے جو کئی کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔
یہ روایات خلفائے اربعہ اور پہلی دوسری صدی ہجری کے صحابہ کرام اور تابعین کی بہترین فقہی و قانونی آراء پر مشتمل ہیں اور قرن اول و ثانی کی اسلامی دنیا کے بارے میں اہم معلومات فراہم کرتی ہیں۔
امام ابو یوسف کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دربار خلافت کے سوال کا جواب دیتے ہیں اور پھر اس جواب کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ یا تابعین کے قول و فعل کو بطور سند پیش کرتے ہیں۔ کتاب الخراج کے مطالعہ کے بعد یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ آپ نے احادیث و روایات کے انتخاب میں گہری دینی بصیرت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ صرف ایسی احادیث پیش کرتے ہیں جو قرآن اور اسلام کی روح سے ہم آہنگ ہیں۔
آپ نے احکام اراضی اور ٹیکسوں کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ساٹھ (۶۰) ارشادات نقل کیے ہیں۔ ان احادیث میں سے پچپن (۵۵) احادیث وہ ہیں جن کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہے اور باقی پانچ وہ ہیں جن میں الفاظ ملتے ہین "عن بعض اشیاخنا"۔(۵۵)

آپ نے کتاب الخراج میں جو احادیث نقل کی ہیں ان کو صحاح ستہ کے مولفین اور دیگر اہم محدثین نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے۔
جہاں تک صحابہؓ کے اقوال کا تعلق ہے تو آپ نے ان صحابہؓ کو سند کے لیے پیش کیا ہے جن کے کارنامے زیادہ مشہور ہیں۔ مثلاً اس کتاب میں حضرت عمر بن الخطابؓ (۱۳-۲۴ھ / ۶۳۴-۶۴۵ء) کے اقوال و افعال کے حوالے سب سے زیادہ پیش کیے گئے ہیں۔
حضرت ابوبکر صدیقؓ (۱۱-۱۳ھ / ۶۳۳-۶۳۴ء) اور حضرت علیؓ بن ابی طالب (۳۵-۴۰ھ / ۶۵۶-۶۶۱ء) کے عمل سے بھی استناد کیا گیا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ (۲۴-۳۵ھ / ۶۴۵-۶۵۵ء) کے عہد کے بعض نظائر بھی پیش کیے گئے ہیں، جو نجران کے اہل ذمہ، جاگیروں اور بعض فوجداری

قوانین سے متعلق ہیں۔ اس طرح اس کتاب میں خلافت راشدہ سے متعلق بہت سا تاریخی مواد فراہم کردیا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز (۹۹-۱۰۱ھ/۷۱۷-۷۱۹ء) کے اقوال و آراء سب سے زیادہ بطور سند بیان کیے گئے ہیں۔(۵۶) محاصل کی تحصیل اور اس کے طریقہ میں شرعی اصلاحات کے نفاذ' عشر' خراج جزیہ اور عشور کی شرحوں اور فلاح عامہ سے متعلق امور پر آپ کے نظائر سے استنباط کیا گیا ہے۔ عبدالملک بن مروان (۶۵-۸۶ھ/۶۸۶-۷۰۷ء) کے دور کی ایک نظیر عراق میں جزیہ اور خراج کی شرحوں کے سلسلہ میں پیش کی گئی ہے۔(۵۷)

مختلف صحابہؓ اور تابعینؒ کے جو اقوال کتاب میں ملتے ہیں ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کی توثیق و تائید تاریخی و ادبی کتابوں سے ہوجاتی ہے۔ اور کچھ اقوال ایسے ہیں جو دیگر کتب میں تو نہیں ملتے لیکن ان حضرات کی زندگی اور ان کی حکومت کی پالیسی (Policy) سے گہری موافقت رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کو درست تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اور حقیقت میں یہی اقوال اس کتاب کا نہایت قیمتی سرمایہ ہیں۔

امام ابو یوسفؒ نے علمائے تابعینؒ میں صرف ان حضرات کے اقوال نقل کیے ہیں جن پر آپ کو اعتماد ہے یا جن کے اقوال قرآن و اسلام کے بنیادی اصولوں سے نہیں ٹکراتے۔ ان علماء میں کوفہ کے شیوخ ہی نہیں بلکہ حجاز اور شام کے شیوخ بھی شامل ہیں۔ وہ مختلف ائمہ کے فتوے بیان کرتے ہیں جس سے ان کی عدم تعصبی اور وسعت قلبی کا پتہ چلتا ہے۔ یہاں چند نام نقل کیے جاتے ہیں۔

سعید بن المسیب (م ۹۴ھ/۷۱۳ء) عروہ بن زبیر (م ۹۴ھ/۷۱۳ء) ابراہیم بن یزید النخعی (م۹۴ھ/۷۱۵ء) عامر بن شراحیل الشعبی (م۱۰۳ھ/۷۲۱ء)

اس میں شک نہیں کہ امام ابو یوسف زیادہ تر علمائے کوفہ کا فقہی نقطہ نظر پیش کرتے ہیں تاہم انہیں علمائے حجاز یا شام یا "مدرسہ حدیث" سے کوئی عداوت نہیں ہے بلکہ ان کی رواداری کا حال یہ ہے کہ وہ جس طرح کوفہ کے علماء کے بارے میں کہتے ہیں و اما اصحابنا من اهل الکوفة فاختلفوا فی ذلک" (ہمارے کوفی رفقاء اس باب میں مختلف الرائے ہوئے ہیں۔) وہ حجاز کے علماء کی نسبت بھی ایسے ہی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ "فان اصحابنا من اهل الحجاز و اهل المدینة علی کراهة ذلک و افساده"(۵۹) (ہمارے حجازی اور مدنی رفقاء اس معاملہ کو مکروہ اور فاسد قرار دیتے ہیں۔)

امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں چودہ مقامات پر امام ابو حنیفہؒ کی آراء کو نقل کیا ہے' اور

انہیں "الفقیہ المقدم" کہا ہے۔ (٦٠) آپ جب بھی امام ابو حنیفہؒ کی رائے بیان کرتے ہیں تو ساتھ ہی اس کے دلائل بھی دیتے ہیں اور قیاس و استحسان کی وجہ بھی بتاتے ہیں۔ علمی امانت کی ادائیگی کی فکر انہیں اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ وہ بعض مقامات پر اپنے استاد کے دلائل کو بیان کرنا اتنا ہی ضروری سمجھتے ہیں جس قدر اپنے دلائل کو۔ اس ضمن میں واضح مثال احیائے موات (Cultivation of virgin land) کا مسئلہ ہے۔ (٦١)

کتاب الخراج میں بعض مقامات پر آپ نے قیاس کو چھوڑ کر کسی مصلحت سے "استحسان" کا دامن تھاما ہے۔ وہ مسئلہ جس میں آپ نے فعل صحابی (حضرت عمرؓ) کے مقابلہ میں اپنا اجتہاد استعمال کیا ہے ان کی معاملہ فہمی اور روشن دماغی کی ایک عمدہ مثال ہے۔

## کتاب الخراج (یحییٰ بن آدم القرشی)

کتاب الخراج اپنی ندرت و کم یابی کے باوجود علمائے اسلام کے نزدیک مستند ماخذ تسلیم کی گئی ہے اور مشاہیر ائمہ و مصنفین نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ خاص طور سے زرعی پیداوار اور اس پر عشر کے بارے میں ایک تحقیقی سند کا درجہ رکھتی ہے۔ اور علماء نے اس کے حوالے سے بعض تحقیقات نقل کی ہیں۔ یحییٰ ابن آدم کتاب الخراج میں لکھتے ہیں:

"قال یحیٰ ' و سالت ابا ایاس ' فقال البعل و العثری و العذی هو الذی یسقی بماء السماء۔

قال یحییٰ = و اذا کانت الارض یسقی بعضها فتحا و یسقی بعضها بالغرب فیخرج فیها کلها خمسة اوساق' فانه یزکی بالحصة ما سقی فتحا فالعشر' وما سقی بالغرب فنصف العشر' والعثری ما یزرع بالسحاب و المطر خاصة' لیس یسقی الا بما یصیبه من المطر' فذلک العثری' و البعل ما کان من الکروم' قد ذهب عروقه فی الارض الی الماء' فلا یحتاج الی السقی الخمس سنین و الست' یحتمل ان یترک السقی' فهذا البعل' والسیل ماء الوادی اذا سال۔ فانما الغیل فهوا سیل دون السیل الکبیر' اذا سال القلیل بالماء الصافی فهوا الغیل - و العذی ماء المطر۔ (٦٢)

"یحییٰ نے کہا' میں نے ابو ایاس سے سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ بعل' عثری اور عذی وہ زراعت ہے جس کی سینچائی بارش سے ہو اور جب مزروعہ زمین کا کچھ نالی

سے اور کچھ حصہ ڈول سے سینچا جائے اور اس سے کل پانچ وسق پیداوار ہو تو جو حصہ نالی سے سینچا جائے اس میں عشر ہے اور جو حصہ ڈول سے سینچا جائے اس میں نصف عشر ہے اور عشری وہ زراعت ہے جو خاص طور سے بارش کے پانی سے بوئی جائے' اور بعل انگور کی وہ بیل ہے جس کی جڑیں زمین میں پانی تک پہنچ جائیں جس کی وجہ سے پانچ چھ سال تک سینچائی کی ضرورت نہ پڑے بلکہ یوں ہی چھوڑ دی جائے۔ اس کو بعل کہتے ہیں اور سیل (سیلاب) وادی کا پانی ہے جب بہتا ہو اور غیل بڑے سے کم سیل ہے جبکہ اس کا صاف ستھرا پانی' تھوڑا تھوڑا بہتا ہو اور عذی بارش کا پانی ہے۔

"یحییٰ بن آدم کی یہ تحقیق کئی علماء و محدثین نے ان کے حوالے سے اپنی کتابوں میں درج کی ہے۔

یحییٰ بن آدم نے کتاب الخراج میں بعض ایسی نادر باتیں بیان کی ہیں جو اور کتابوں میں نہیں ملتی ہیں۔ مثلاً باب "ماسقت السماء او سقی بغرب" کے آخر میں لکھتے ہیں۔

"فیما بین مکة و الیمن مواضع یزرعون فی السنة مرتین' قالوا' نزرع حین تسقط الثریا' فیحصدونه و یفرغون منه الی خمسة اشهر و نحوها' ثم یزرعون عند طلوع مرزم الجوزاء و هو الشعری' و یزرعون العلس' و هو حنطة حب صغار فی اکمامه فی کل کمة حیتان' و یزرعون المابیة' حب ایضا صغار حنطة' و یزرعون السلت' و هو شعیر الا انه ابیض صغار و لیس له قشور' و منه اخضر' و یزرعون الذرة و هو حب مثل الحنطة الا انه یوکل کما یوکل الارز' و منهم من یخبزه کما یخبز الارز ایضا (۶۳)

"مکہ اور یمن کے درمیان کچھ ایسے مقامات ہیں جہاں کے لوگ سال میں دو مرتبہ کاشت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک فصل ثریا کے ڈوب جانے کے بعد بوتے ہیں اور تقریباً" پانچ ماہ میں اس کی کٹائی وغیرہ سے فارغ ہوجاتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری فصل مرزم جوزاء یعنی شعریٰ کے طلوع پر بوتے ہیں۔ اس میں علس' مابیہ سلت اور ذرہ کی کاشت کرتے ہیں۔ علس چھوٹے دانوں کا گیہوں ہے جس کے ہر چھلکے میں دو دانے ہوتے ہیں۔ مابیہ بھی چھوٹے دانے کا گیہوں ہے۔ سلت چھوٹے دانے کا سفید جو ہوتا ہے جس میں چھلکا نہیں ہوتا۔ اس کی ایک قسم سبزی لیے ہوئے ہیں اور ذرہ (مکئی) گیہوں کی مانند ایک دانہ ہے جو چاول کی طرح

پکایا جاتا ہے۔ بعض لوگ چاول کی روٹی کی طرح اس کی بھی روٹی بناتے ہیں۔

## کتاب الخراج و صنعۃ الکتابۃ (قدامہ بن جعفر)

قدامہ بن جعفر کی تصانیف میں سب سے زیادہ مشہور اور اہم تصنیف "کتاب الخراج و صنعۃ الکتابۃ" ہے۔ انہوں نے یہ کتاب اس وقت تحریر کی تھی جب وہ محکمہ مال کے مختلف عہدوں پر تقریباً" بیس سال تک کام کر چکے تھے۔ (۶۴)

یہ کتاب سلطنت کی صوبائی تقسیم کے ذکر سے شروع ہوتی ہے اور اس میں محکمہ ڈاک کی تنظیم کا حال اور ہر ضلع سے وصول ہونے والے مالیے کی رقم مذکور ہے۔ اس کے بعد مصنف نے ہمسایہ ممالک خارجہ اور وہاں کے باشندوں کا جائزہ لیا اور پھر مالی نظام محصول اور انتظامی قانون کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

قدامہ بن جعفر نے اس کتاب میں زیادہ تر ٹیکس وصول کرنے کے لیے مختلف شہروں کے راستوں اور ان کے درمیان فاصلوں کے اندازے مقرر کیے ہیں۔ یعنی انہوں نے زیادہ تر تاریخ اور جغرافیہ کی معلومات دی ہیں۔ (۶۵)

قدامہ بن جعفر نے جزیہ' خراج' فئے اور غنیمت وغیرہ مسائل پر جو گفتگو کی ہے اس میں وہ امام ابو یوسف کے افکار سے متاثر نظر آتے ہیں۔ انہوں نے متعدد احادیث و روایات امام ابو یوسف کے حوالہ سے نقل کی ہیں۔ عراق کی زمینوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی مشاورت اور آپ کے فیصلہ کو امام ابو یوسف کی کتاب الخراج سے لیا ہے۔

قدامہ بن جعفر نے سواد عراق کے مختلف علاقوں سے حاصل ہونے والی آمدنیوں کا مفصل گوشوارہ دے دیا ہے۔ کن کن اشیاء پر ٹیکس لگایا جاتا تھا اور مختلف شہروں سے ٹیکس کے طور پر کتنی رقم اور اشیاء وصول ہوتی تھیں' اس بارے میں قدامہ بن جعفر امام ابو یوسف سے زیادہ معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قدامہ بن جعفر نے عباسی سلطنت کے ہر علاقہ کی دولت و ثروت کا ایک خوبصورت نقشہ کھینچا ہے۔

کتاب الخراج کے مباحث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصنف نے عبیداللہ بن احمد' ابن خرد اذبہ (م ۲۸۵ھ/۸۹۳ء) کی تصنیف کتاب المسالک و الممالک' ابو عبید کی کتاب الاموال' اور یحییٰ بن آدم کی کتاب الخراج سے استفادہ کیا ہے۔

## الاستخراج لاحکام الخراج (ابن رجب الحنبلی)

ابن رجبؒ نے اس کتاب میں امام ابو یوسف' یحییٰ بن آدم' اور ابو عبید القاسم بن سلام کی

کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ اس میں تقریباً تمام موضوعات وہی ہیں جن پر متقدمین بحث کر چکے تھے۔

آپ نے جن احادیث کو استدلال کے طور پر پیش کیا ہے ان میں زیادہ تر صحاح ستہ میں مل جاتی ہیں۔ وہ مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد کسی ایک امام کی رائے کو دلائل کی روشنی میں ترجیح بھی دیتے ہیں۔

اس کتاب میں صحابہؓ کرام میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے اقوال سب سے زیادہ پیش کیے گئے ہیں۔

ابن رجب نے لفظ خراج کے معنی' اجرت و معاوضہ کے بتائے ہیں۔(۶۶) اس کتاب کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ مصنف نے مختلف زمینوں کے خراج کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ خراج کے مصارف پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔(۶۷)

## کتاب الاموال (امام ابو عبید)

یہ کتاب اسلامی حکومتوں کے مالیاتی نظام سے متعلق تمام امور و مسائل پر جامع اور حاوی ہے۔ اسلامی مملکت کا مالیاتی نظام جس کی بنیاد نبی اکرم ﷺ نے رکھی اور جو خلفائے راشدینؓ کے دور میں بتدریج ترقی کی منازل طے کرتا رہا اور پھر اسلامی دور کی ابتدائی دو صدیوں میں اسے جن تغیرات کا سامنا کرنا پڑا' یہی کتاب الاموال کا موضوع ہے۔

امام ابو عبیدؒ نے کتاب الاموال میں خراج پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے نزدیک حضرت عمرؓ نے جن زمینوں پر خراج لیا تھا وہ گویا زمین کا کرایہ تھا۔ آپ خراج کو زمین کے کرایہ کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ خراج ان زمینوں کی آمدنی کا نام ہے جو مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت (مِلک) قرار پاتی ہیں۔ عموماً ان زمینوں پر وہی غیرمسلم لوگ کام کرتے ہیں جو پہلے سے وہاں آباد ہوتے ہیں۔ خراج حکومت کی طرف سے معینہ مقدار غلہ یا رقم کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے۔ خراج کی زمین مسلمانوں کی اجتماعی ملکیت ہوتی ہے۔ اور اس پر آباد کام کرنے والے ایک مقررہ اجرت ادا کرتے رہنے کی شرط پر مسلمانوں کے مزارع ہوں گے۔ اس مقررہ اجرت کے بعد زمین سے پیدا ہونے والی بقیہ تمام اشیاء ان مزارعین کی ہوں گی۔(۶۸)

کتاب الاموال کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصنف کتاب و سنت کے سختی سے پابند تھے۔ وہ ایک مسئلہ میں کتاب و سنت کے فیصلہ لے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کے قول کو ترجیح نہیں دیتے۔ جہاں کتاب و سنت سے انہیں راہنمائی نہ ملے' وہاں وہ صحابی کے قول کو تمام

مابعد کے فقہاء پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی نظر میں صحیح السند حدیث جزو عقیدہ بن جاتی ہے خواہ اس کی تاویل کرنا مشکل ہی کیوں نہ ہو۔

## کتاب الاموال (ابو جعفر الداؤدی)

کتاب الاموال چار حصوں پر مشتمل ہے۔ اس میں اموال کی مختلف اقسام' ان کے حصول کے مختلف ذرائع' ان کی حفاظت اور تقسیم پر بحث ہے۔ کتاب کے ایک حصے میں جنگ' قتال پر بحث کی گئی ہے' یعنی دشمن کے علاقے کے بارے میں کیا احکام ہیں؟ جنگ کے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ اسلام کے ابتدائی عہد میں مسلمان فاتحین نے کیا قواعد و ضوابط وضع کیے تھے۔

ابو جعفر' مالکی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے وہ جب بھی کسی ایسے مسئلہ کے بارے میں جس کا تعلق فقہ یامالی امور سے ہوتا' رائے دیتے تو اس میں امام مالک اور مالکی مذہب کے نامور فقہاء کا خاص طور پر حوالہ دیتے۔

ابو جعفر کتاب الاموال میں اکثر امام شافعیؒ' امام ابوحنیفہؒ' امام ابویوسفؒ اور امام ابوعبید القاسمؒ بن سلام کی آراء کا سعید بن المسیبؒ' لیث بن سعدؒ' عبدالرحمٰن بن القاسمؒ' عبداللہ بن وہبؒ' سحنونؒ اور اسماعیل بن اسحاقؒ کی آراء سے مقابلہ کرتے ہیں۔(۶۹)

## تقابلی جائزہ

ذیل میں ان کتب کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) یحیٰی بن آدم کا طرز تحریر یہ ہے کہ انہوں نے خراج کے مختلف مسائل سے متعلق احادیث و آثار کو اپنی سند کے ساتھ جمع کردیا ہے۔ ان احادیث و آثار پر فقیہانہ غور و فکر کر کے اجتہاد و استنباط کا کام بہت ہی کم کیا ہے وہ بحث و تنقید کے بعد کسی ایک رائے کو ترجیح نہیں دیتے۔

دیگر مصنفین امام ابویوسفؒ' امام ابوعبیدؒ' ابو جعفر الداؤدیؒ اور ابن رجبؒ ہر عنوان کے تحت احادیث و آثار پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مجتہدانہ نکات بھی پیش کرتے ہیں۔

(۲) یحیٰی بن آدم' قدامہ بن جعفر' ابو جعفر الداؤدی اور ابن رجب کی کتاب' امام ابو یوسف کی کتاب الخراج کے مقابلے میں بہت مختصر ہیں۔ ان کتب میں زیادہ وسعت نہیں

پائی جاتی۔ انہوں نے اپنی کتب میں زکوٰۃ و عشر' خراج و جزیہ' غنیمت' فئے اور زمین کے متعلق چند مسائل بیان کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے' اور وہ بھی نہایت مختصر انداز میں۔ مثلاً یحییٰ بن آدم زکوٰۃ پر بحث کرتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے مصارف کے بارے میں گفتگو نہیں کرتے۔

لیکن امام ابو یوسفؒ نے اپنی کتاب ایک اسلامی مملکت کے سربراہ کے حکم کی تعمیل میں اور ایک اعلیٰ منصب پر فائز ہو کر تحریر کی تھی اس لیے انہوں نے اس میں مذکورہ بالا امور کے علاوہ بہت سے دیگر مالی و انتظامی امور کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

(۳) امام ابو یوسفؒ کو دیگر علماء پر اس لحاظ سے بھی فوقیت حاصل ہے کہ انہوں نے کتاب الخراج میں اس دور کے معاشی مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ان کے حل کے لیے عملی تجاویز بھی دی ہیں۔

ان علماء کے مابین اس نمایاں فرق کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ ابو یوسف کا بڑا مقصد یہ تھا کہ اس بارے میں خلیفہ کی راہنمائی کی جائے کہ ایک عظیم سلطنت کا مالیاتی نظام کس طرح احسن طریقہ سے چلایا جاسکتا ہے؟ کون سے امور اصلاح طلب ہیں؟ عوام کا معیار زندگی کس طرح بلند کیا جاسکتا ہے؟ اور ملک کو معاشی لحاظ سے کس طرح مضبوط کیا جاسکتا ہے۔

دیگر مصنفین نے اپنی کتاب میں ایسی معاشی اصلاحات کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ان کے سامنے کوئی ایسا مقصد تھا۔ امام ابویوسف کی کتاب الخراج کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے انسانی زندگی کے انتہائی باریک اور پیچیدہ مسائل پر گفتگو کی ہے اور یہی حقیقت ان کو اعلیٰ ماہر معاشیات کے مقام پر فائز کرتی ہے۔

(۴) امام ابو یوسفؒ اور امام ابو عبیدؒ دونوں علماء میں یہ خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے کہ وہ صحابہ کرام' تابعین اور ائمہ فقہ و حدیث کے اقوال و فتاویٰ اور ان کے دلائل ذکر کر کے ان پر تنقید و محاکمہ بھی کرتے ہیں اور اپنی ترجیح کو دلائل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

(۵) امام ابو عبید اگرچہ طرز بیان کی سادگی اور احادیث جمع کرنے میں امام ابو یوسف پر سبقت لے گئے ہیں لیکن دقت نظر' قوت مشاہدہ اور وسیع معلومات میں ابو یوسف کو فوقیت حاصل ہے۔

(۶) امام ابو عبیدؒ کو دیگر علماء پر اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ انہوں نے زکوٰۃ' عشر'

جزیہ اور معدنیات پر خمس کے بارے میں ان کی جزئیات تک بحث کی ہے۔ مثلاً وہ ایک جگہ لکھتے ہیں، ''اہل عراق دراصل عشور (تجارت کے سامان پر چنگی) کو زکوٰۃ سے مشابہ قرار دیتے ہیں، حالانکہ عشور کو زکوٰۃ نہیں کہا جاسکتا' کیونکہ زکوٰۃ تو سال گزرنے کے بعد وصول کی جاتی ہے۔ جبکہ عشور نیا سامان درآمد و برآمد کرنے پر بغیر سال گزرے وصول کیا جاتا ہے۔ امام ابوعبید فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سفیان کا قول سب سے زیادہ مبنی برعدل اور حضرت عمرؓ کے منشاء سے زیادہ مشابہ ہے۔ (۷۰)

(۷) امام ابو یوسفؒ اور دیگر مصنفین اپنے دور میں رائج ناپ تول کے پیمانوں مثلاً صاع، رطل وغیرہ کا صرف سرسری ذکر کرتے ہیں لیکن ان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں دیتے جبکہ امام ابو عبید نے ان پیمانوں کی مقدار کی تحقیق بھی کی ہے۔ انہوں نے کتاب الاموال کے باب ۴۷ میں اس موضوع پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

(۸) امام ابو یوسفؒ اور امام ابو عبیدؒ کو اس لحاظ سے بھی فوقیت حاصل ہے کہ دونوں علماء نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے متعدد ایسے خطوط اور خطبے نقل کیے ہیں جن سے معاشی نکات اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

(۹) قدامہ بن جعفر کو اس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے کہ انہوں نے سواد عراق کے مختلف علاقوں سے حاصل ہونے والی آمدنیوں کا مفصل گوشوارہ دے دیا ہے۔ کن کن اشیاء پر ٹیکس لگایا جاتا تھا اور مختلف شہروں سے ٹیکس کے طور پر کتنی رقم اور اشیاء وصول ہوتی تھیں اس بارے میں قدامہ بن جعفر بہت سی معلومات فراہم کرتے ہیں۔

*** 

# حوالہ جات


۱۔ المومنون : ۲۷

۲۔ ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، قم، نشر ادب الحوزۃ، ۱۴۰۵ھ، ۲/۲۵۲

۳۔ سعدی، ابو حبیب، القاموس الفقھی لغۃ" و اصطلاحا، دمشق دارالفکر،

۴۔ قلعہ جی، محمد رواس --- قنیبی حامد صادق، معجم لغۃ الفقہاء، کراتشی، ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیۃ، ۱۹۴

۵۔ ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد، المغنی، المدینۃ المنورہ، المکتبۃ السلفیہ ۲/۵۷۹، ۵۸۰

۶۔ دیکھئے : ابو یوسف، یعقوب بن ابراھیم، کتاب الخراج، بولاق، ۱۳۰۲ھ، ا۔۲۳۵، یحییٰ بن آدم، کتاب الخراج، لاہور، المکتبۃ العلمیۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۳۹۵ھ، ا۔۱۹۹

۷۔ المجلس الاعلی للشؤن الاسلامیۃ، الموسوعۃ الفقھیۃ، القاھرہ ۱۳۹۰ھ، ۱۹/۵۲

۸۔ ابو یوسف، الخراج / ۳۰

۹۔ الریس الدکتور محمد ضیاء الدین، الخراج و ا لنظم ا لمالیۃ للدولۃ الاسلامیۃ، قاہرہ، دارالانصار، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۹۷۷، ۴۰۳
احمد شلبی، الدکتور، الاقتصاد فی الفکر الاسلامی، القاھرہ المکتبۃ النھصۃ المصریۃ، ۱۷۷

۱۰۔ المرسی، محمود الدکتور، دراسۃ تحلیلیۃ للنظام المحاسبی فی الدواوین فی عصر الخلافۃ العباسیۃ بمصر ۶۵۹ھ - ۹۲۳ھ مجلۃ جامعۃ ام القریٰ، مکۃ المکرمۃ، العدد الثانی العام ۱۴۰۹ھ، ۲۲۴، محمد عثمان شبیر، احکام الخراج فی الفقہ الاسلامی، الکویت، دارالارقم، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ، ص ۲۱

۱۱۔ ابو یوسف، کتاب الخراج، خلاصہ صفحات ۲۵-۲۹

۱۲۔ الرحبی، عبدالعزیز بن محمد، فقہ الملوک و مفتاح الرتاج

المرصد علی خزانة کتاب الخراج، تحقیق، الدکتور احمد عبید الکبیسی، بغداد، احیاء التراث الاسلامی ۱۹۷۳ء، ۱/۲۰۳، ۲۰۴
۱۳۔ الزیلعی، فخرالدین عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق، ملتان مکتبہ امدادیہ، الطبعة الاولیٰ بالمطبعة الکبریٰ الامیریة، بولاق، مصر ۱۳۱۵ھ، ۳/۲۷۳
۱۴۔ ابو یوسف کتاب الخراج، ۳۸، ۳۹
۱۵۔ ابو المعالی الجوینی، امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ، غیاث الامم فی التیاث الظلم، تحقیق و دراسة، الدکتور مصطفیٰ حلمی --- الدکتور فواد عبدالمنعم احمد، الاسکندریة، دارالدعوة، ۲۰۹
۱۶۔ ابن اثیر، عزالدین ابو الحسن علی بن محمد، الکامل فی التاریخ، بیروت دارالکتاب العربیہ، الطبعة الثانیة، ۱۳۸۷ھ، ۴/۵۶۹
۱۷۔ ایضاً" ۴/۱۶۳، الطبری، ابو جعفر محمد ابن جریر، تاریخ الرسل و الملوک، تحقیق : محمد ابو الفضل ابراہیم، القاہرة، دارالمعارف ۶، ۵۶۹
۱۸۔ الجہشیاری، ابو عبداللہ محمد بن عبدوس، کتاب الوزراء و الکتاب، تحقیق : مصطفیٰ السقاء ابراهیم الابیاری۔ عبدالحفیظ شلبی، القاہرہ مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی طبع ۱۳۵۷، ص ۱۳۴
۱۹۔ ابو النصر، عمر، آثار ابن المقفع، بیروت، منشورات دار مکتبة الحیاة، الطبعة الاولیٰ، ۱۹۶۶ء خلاصہ صفحات ۳۴۵-۳۶۱
(نوٹ = اس کتاب میں رسالہ فی الصحابہ، مکمل شکل میں موجود ہے)
۲۰۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب و الفنون بیروت، مکتبة المثنی، ۲/۱۳۱۵
۲۱۔ ابن الندیم، ابو الفرج محمد بن یعقوب اسحٰق، الفہرست فی اخبار العلماء المصنفین من القدماء و المحدثین و اسماء کتبہم، تحقیق = رضا تجدد، مصر، المکتبة التجاریة الکبریٰ، ۶۰، ۶۱، ۱۱۲، ۱۲۳-۱۲۵، ۱۵۰-۱۵۴، ۲۰۸، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۸۳، ۳۰۳، ۳۰۴
۲۲۔ ابن العمرانی، محمد بن علی، الانباء فی تاریخ الخلفاء، تحقیق : الدکتور قاسم السامرائی، لائیڈن ۱۹۷۳ء، ص ۷۲

۲۳۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون ' ۲/۱۴۱۵

۲۴۔ ایضاً" ۱۱۲

۲۵۔ ابن الندیم' الفہرست' ۲۸۳

۲۶۔ ایضاً" ۱۱۲

۲۷۔ ایضاً" ۱۵۰

۲۸۔ ایضاً" ۶۰ ' ۶۱

۲۹۔ ایضاً" ۲۰۸

۳۰۔ Shemesh Taxation in Islam '۱/۴

۳۱۔ ابن الندیم' الفہرست ۲۵۹
الزرکلی' الاعلام' ۱/ ۱۸۵

۳۲۔ ابن الندیم' الفہرست' ۳۰۳ ' ۳۰۴

۳۳۔ حاجی خلیفہ' کشف الظنون ' ۲/۱۴۱۵
ابن الندیم ' الفہرست' ۱۵۰

۳۴۔ ابن الندیم' الفہرست' ۱۴۵' کحالہ' عمر رضا' معجم المولفین تراجم مصنفی الکتب العربیہ دمشق' مطبعة الترقی ۱۳۸۰ھ '۶/۲۳۷

۳۵۔ ابن الندیم' الفہرست' ۱۴۴
الزرکلی' الاعلام' ۵/۱۹۱

۳۶۔ ابن الندیم' الفہرست' ۱۵۰
حاجی خلیفہ کشف الظنون ' ۲/۱۴۱۵

۳۷۔ ابن الندیم' الفہرست' ۱۴۵

۳۸۔ کحالہ' معجم المولفین' ۵/ ۱۶۴
ابن الندیم' الفہرست' ۱۴۳

۳۹۔ ابن الندیم' الفہرست' ۱۵۴

۴۰۔ کحالہ' معجم المولفین' ۲/۲۳۹
ابن الندیم' الفہرست' ۱۵۱

۴۱۔ Shemesh Taxation in Islam '۱/۶

۴۲۔ یاقوت الحموی' ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ ' معجم الادباء' بیروت دار احیاء التراث العربی' ۵/۲۲۵

۴۳۔ ابن الندیم ' الفہرست' ۱۵۱۔
۴۴۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون ۲/۱۴۱۵
۴۵۔ ابن رجب' ابو الفرج عبدالرحمٰن بن احمد' الاستخراج لاحکام الخراج' بیروت' دارالکتب العلمیۃ الطبعۃ الاولی ۱۴۰۵ھ
۴۶۔ ابن الندیم' الفہرست' ۱۴۳
۴۷۔ بزرک الطهرانی' محمد محسن' الذریعة الی تصانیف الشیعة' طهران الطبعة الا ولٰی ۱۳۶۷ھ ' ۷/۱۴۴' ۱۴۵
۴۸۔ الرفاعی' عبدالجبار' فهرست الاقتصاد الاسلامی باللغة العربية مجلة التوحيد' قسط نمبر۶/۱۶۰
۴۹۔ ابن الندیم ' الفہرست' ۷۸
۵۰۔ الرجبی' فقہ الملوک' ۱/۸ فواد سيد فهرس المخطوطاعت المصورة ' ۵۴۷' ۵۴۸ الزرکلی' الاعلام' ۲/۲۸۳
۵۱۔ الوليلى' ابراهيم' من رواد الاقتصاد الاسلامی' حميد بن زنجويه' مجلة إلاقتصاد الاسلامی' الامارات العربيه' ۲۷۵
۵۲۔ فواد سيد' فهرس المخطوطاعت المصورة ' ۵۴۷' ۵۴۸' الرجبی' فقه الملوک ۱/۸' ابو جعفر الداؤدی المالکی کی تصنیف کتاب الاموال کا ایک نادر نسخہ میڈرڈ (اسپین) کی اسکیوریل لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کا نمبر ۱۱۶۵ ہے۔ اس کی مائیکروفلم' ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد کی لائبریری میں ہے۔
۵۳۔ ابن الندیم' الفہرست' ۱۱۳' ۱۱۴
۵۴۔ الوليلى' ابراهيم ' من رواد الاقتصاد الاسلامی'حميد بن زنجويه' مجلة الاقتصاد الاسلامی' الامارات العربيه' ۲۷۵
۵۵۔ مثال کے طور پر دیکھئے' ابو یوسف' کتاب الخرج / ۷ ' ۱۰
۵۶۔ ابراهیم البنا' تحقیق و تعلیق کتاب الخراج' دارالاصلاح' ۱۱
۵۷۔ ابو یوسف' کتاب الخراج' ۴۴
۵۸۔ ایضا" ۹۵
۵۹۔ ایضا"
۶۰۔ ایضا" ۲۰

۶۱۔ ایضاً" ۶۹ '۷۰

۶۲۔ یحیٰ 'کتاب الخراج' ۱۴۶

۶۳۔ ایضاً" ۱۴۷

۶۴۔ طلال جمیل رفاعی' الدکتور' مقدمة ' المنزلة الخامسة من کتاب الخراج و صنعة الکتابة' مکة المکرمة' مکتبة الطالب الجامعی' الطبعة الاولیٰ ' ۱۴۰۷ھ' ۱۳

۶۵۔ ذوالفقار رانا' ڈاکٹر' قدامہ بن جعفر' ماہنامہ المعارف لاہور ستمبر۱۹۸۱ء' ۷۴

۶۶۔ ابن رجب' الاستخراج لاحکام الخراج' ۹

۶۷۔ ایضاً" ' الباب العاشر' ۱۴۱-۱۵۵

۶۸۔ ابو عبید القاسم بن سلام' کتاب الاموال (مترجم' عبدالرحمٰن طاہر سورتی) اسلام آباد' ادارہ تحقیقات اسلامی' ۱/۲۰۲

۶۹۔ ابو جعفر الداؤدی' احمد بن نصر' کتاب الاموال' قاہرہ' مکتبة النہضة المصریہ' طبع۱۳۸۹ھ' ۲۲

۷۰۔ ابو عبید' القاسم بن سلام' کتاب الاموال' تصحیح و تعلیق : محمد حامد الفقی' سانگلہ ہل' المکتبة الاثریہ' ۵۳۶' ۵۳۷